ثمرہ بخاری
دلوں کے آئینے
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ثمرہ بخاری

آج سونیا کی اپنے گھر میں آخری رات ہے' کل یہ اپنا گھر پرایا ہو جائے گا۔ کتنا پیار ملا ہے اس گھر میں۔ پتا نہیں وہ گھر جہاں اب اسے عمر کا باقی حصہ بتانا ہے' وہاں بھی اس کے لیے یہ محبتیں' یہ چاہتیں ہوں گی یا نہیں۔ کمرے کی کھڑکی میں کھڑی وہ ہاتھوں میں سجی مہندی کو دیکھتے ہوئے آپ ہی آپ مسکرا رہی ہے۔

کچھ دیر پہلے اس نے نوید کا فون اٹینڈ کیا ہے' کتنا بے قرار ہے وہ اس کے لیے۔ ایک فخر اور اطمینان کا احساس سونیا کے پورے وجود میں اتر گیا ہے۔

میں ہمیشہ سے خوش قسمت رہی ہوں اور آج مہندی کی تقریب میں سر جھکا کر بیٹھے' میں نے خود سنا بہت سی لڑکیاں اور خواتین رشک و حسد میں ڈوبے لہجے میں میری اتنی اچھی جگہ شادی پر حیرت کا اظہار کر رہی تھیں۔ ابھی تو ان لوگوں نے نوید کو نہیں دیکھا' جب دیکھیں گی تو بہت سے سینوں پر سانپ لوٹ جائے گا۔

اتنی اچھی اور پیسے والی سسرال' پڑھا لکھا خوبصورت شوہر' یہ سب ایک خواب ہی تو لگ رہا ہے۔ آج کتنی اچھی مہندی آئی ان کے ہاں سے۔ کیک' مٹھائی سب کی سب بہت اعلا اور کل جو مہندی ہماری طرف سے گئی تھی' کتنی پھسپھسی تھی۔ اف۔۔۔ میں تو بہت شرمندگی محسوس کر رہی ہوں۔

ناولٹ

اب کے سونیا کچھ اداس ہو گئی اور گھر والوں پر خصوصاً بھابھی پر غصہ بھی آیا کہ اس کے خیال میں بھائی نے کنجوسی صرف بھابھی کے کہنے میں آ کر کی تھی۔ "بہت جلتی ہے یہ بھابھی امبر مجھ سے اور جب شادی کے بعد میں اپنی لمبی گاڑی میں بیٹھ کر ادھر آیا کروں گی' تب تو اس کے سینے پر سانپ ہی لوٹ جایا کریں گے۔" ایک طنزیہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر رینگ گئی۔

سونیا دو بہنوں سے بڑی اور ایک بھائی سے چھوٹی تھی۔ باقی دو بھائی اس سے چھوٹے تھے۔ والد سرکاری ملازم تھے۔ گھر میں بہت تنگی نہیں تو بہت خوش حالی بھی نہیں تھی۔ بس اچھا گزارہ ہو رہا تھا۔ یہ باقی گھر کے افراد کا خیال تھا جبکہ سونیا کو ہمیشہ ہی خواہشات ادھوری

رہ جانے کا رونا روتے دیکھا جا سکتا تھا۔

وہ پڑھائی میں اچھی تھی' خدا نے صورت بھی اچھی دی تھی۔ کلاس میں ہمیشہ نمایاں اور ٹیچرز کی منظور نظر ہی رہی اور دل میں یہ خیال جڑ پکڑ گیا کہ اسے ہمیشہ سب سے اچھے اور آگے ہی رہنا ہے' وہ اسکول اور پھر کالج کے ہر فنکشن کے لیے ضد کر کے نئے اور اچھے کپڑے بنواتی' پاکٹ منی سب بہن بھائیوں سے زیادہ لیتی۔ امی تو ایسی زیادتی پر آمادہ نہ ہوتیں لیکن وہ ابا اور دادی کی لاڈلی تھی اور دادی کی بات بھلا گھر میں کوئی ٹال سکتا تھا۔

اسے اندازہ نہیں تھا ایسا کر کے وہ اپنے اور دوسرے بہن بھائیوں کے درمیان فاصلے بڑھا رہی ہے۔ وہ ان کی بہن ہے لیکن وہ اس سے ایسی محبت محسوس نہیں کرتے جیسا کہ آپس میں کرتے ہیں۔ صائمہ نے اس سے چھوٹی ہونے کے باوجود ہر معاملے میں سمجھ داری کا ثبوت دیا تھا۔ سب سے چھوٹی سمیرا بھی بہت صابر و شاکر قسم کی لڑکی تھی۔ بڑے بھائی واصف بہت ذمہ دار تھے۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ جاب بھی کرتے رہے اور چھوٹے بھائیوں نے بھی بڑے بھائی کی تقلید کی۔ واصف اپنی محنت کی کمائی میں سے اکثر صائمہ اور سمیرا کو کچھ نہ کچھ دے دیتا لیکن سونیا کو اس نے کبھی کچھ نہیں دیا تھا' اس بات کا وہ گلہ بھی کر جاتی لیکن واصف کہتا۔

"تم تو ابا اور دادی سے اس سے زیادہ نکلواتی رہتی ہو' یہ بے چاریاں تو کسی سے کچھ نہیں مانگتیں۔"

"ٹھیک ہے' نہیں دیتے تو نہ سہی۔ مجھے کمی نہیں ہے۔" وہ بھی شانے اچکا دیتی۔

امی کو فکر تھی۔ "دادی نے بگاڑ دیا ہے' ذرا کوئی کام کہوں ان کے کمرے میں گھس جاتی ہے' اس طرح کیسے گزارا ہوگا۔ آخر کو لڑکی ذات ہے' کل کو اگلے گھر جانا ہے' یہ تو خوب ہی نام بدنام کرے گی میرا۔"

ابھی سونیا بی اے کا ایگزام دے کر فارغ ہی ہوئی تھی کہ پھپھو کی نند اپنے کسی ملنے والی کے ساتھ اس کے رشتے کے لیے آگئیں۔

معمولی شکل و صورت کا لڑکا اتنا بڑا کنبہ اور آمدن بس گزارے لائق۔ اس نے تو رو رو کر گھر سر پر اٹھا لیا۔ آخر دادی کو انکار کرتے ہی بنی۔ امی بہت خفا ہوئیں' کتنے روز اس سے ناراض رہیں۔ انہیں فکر تھی کوئی شہزادہ بیاہنے نہیں آئے گا' اور یہ ہر رشتے یونہی انکار کرتی رہی تو چھوٹی دونوں کا کیا بنے گا لیکن سونیا کو کب کسی کی فکر تھی۔

رشتے آتے رہے' کبھی وہ انکار کر دیتی' کبھی دادی کو ہی نہ بھاتا اور سچ تو یہ تھا کہ بہت اچھا رشتہ تو کوئی آیا بھی نہیں۔ اب تو واصف بھی جاب کر رہا تھا۔ امی اپنی بھانجی امبر کو بہو بنانا چاہتی تھیں۔ درمیانی سی صورت والی کم گو سلیقہ مند لڑکی۔

"تو جی ایک تو شکل و صورت خاص نہیں ہے' اس پر خالہ کا گھرانہ مالی لحاظ سے بھی معمولی ہے۔" سونیا نے اعتراض اٹھایا۔

دادی بھی ہم نوا ہو گئیں' انہیں صدمہ تھا آج تک ان کی مرضی سے ہر فیصلہ ہوتا آیا تھا اور آج اتنا بڑا فیصلہ بہو نے اکیلے ہی کر لیا۔

واصف کو پتا چلا دادی صرف امی کی ضد میں نہیں مان رہیں تو اس نے بھی اسٹینڈ لے لیا۔

"شادی کروں گا تو صرف امبر سے۔" یوں امبر اول روز سے ہی سونیا اور دادی کی ناپسندیدہ ہستی بن کر اس گھر میں اتری۔

اور دوسرا دھچکہ اس وقت لگا جب اس نے سونیا کے لیے دیے انداز کو اہمیت ہی نہیں دی۔ صائمہ' سمیرا اور دونوں دیوروں سے اس کی بہت دوستی تھی اور امی تو تھیں ہی اس کی سگی خالہ۔

"ہونہہ آتے ہی قابض ہو گئی ہے ہر چیز پر۔" سونیا جل جل جاتی۔

قسمت اس پر مہربان تھی کہ نوید کی والدہ اور بڑی آپا نے اسے دیکھا اور پسند کر لیا اور جب اسے ان لوگوں کے بیک گراؤنڈ کا پتا چلا تو خود پر بے انتہا رشک آیا' پھر نوید کی تصویر نے تو ساری کسر پوری کر دی۔ اب وہ پہلے سے بھی زیادہ سر اونچا کر سکتی تھی اور اسے لگتا امبر

بھابی تو جل گئی ہے' اس کی قسمت کی روشنی نے اس کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے۔

منگنی پر وہ بہت دھوم دھام چاہتی تھی مگر پتہ نہیں کیوں نوید کے گھر والوں نے ہی منع کر دیا' وہ صرف گھر کے افراد ہی آئے جن میں نوید کی آپا کی فیملی اس کے بڑے بھائی کی فیملی اور امی ابا شامل تھے۔ چھوٹا بھائی ان دنوں اسلام آباد گیا ہوا تھا' وہ بھی شامل نہ ہو سکا۔ اتنے سے لوگ بھی تین تین بڑی گاڑیوں میں آئے اور منگنی کی رسم پر ہی بہت کچھ لے کر آئے جو سب کا سب بے حد نفیس اور قیمتی تھا۔ سونیا تیار ہو کر سسرال والوں کے درمیان بیٹھی تھی مگر تب بھی اس کی نگاہیں اپنے رشتہ داروں کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"ہونہہ۔۔۔ کیسے ایکٹر ہیں۔ اندر کی جلن چھپا کر بظاہر ہنس رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے یہ سب سوچ رہے ہوں گے۔ کاش! ایسا رشتہ ہماری لڑکی کے لیے آجاتا اور یہ امبر! توبہ کتنی بڑی اداکارہ ہے' یہ کیسی گھنی میسنی ہے۔ شادی کے بعد نوید کو اس سے تو بات بھی نہیں کرنے دیتی۔ ہونہہ۔۔۔ کیسے میری سسرال والوں کے آگے پیچھے ہو رہی ہے۔ سب کو اپنے گھر بلاؤں گی اسے کبھی نہیں۔ کلستی رہے گی یہ اسی چھوٹے سے گھر میں تمام عمر گزار دینے کے لائق ہے۔"

وہ بھول گئی کہ وہ اسی چھوٹے سے گھر کی بیٹی ہے اور کہیں بھی چلی جائے اس کی ذات سے وابستہ یہ نام یہ مقام مٹایا نہیں جا سکتا۔

اس کی نسبت کیا طے ہوئی بقول چھوٹے بھائی حمزہ۔

"گھر میں بھونچال آگیا۔ شہزادی سونیا کے مزاج آسمانوں پر ہیں اور ہم غریب کمی کمین یہ سب برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔"

چھوٹے بھائی تو اکثر کہہ دیتے۔

"سونیا آپی! وہ مبارک گھڑی کب آئے گی' جب آپ اس گھر سے رخصت ہو کر جاؤ گی۔"

لیکن بہنیں ایسا کہنے کی جرأت نہیں کر سکتی تھیں۔ ابھی نوید کے ہاں سے شادی کی ڈیٹ کی کوئی بات بھی نہیں ہوئی تھی کہ سونیا جہیز کی تیاریوں میں لگ گئی۔ اس نے سنا تھا اس کی جٹھانی بہت امیر فیملی سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ خوبصورت بھی بہت تھی۔ سونیا کو ابھی سے اس سے حسد ہونے لگا۔

"میری ساس نند بہت اہمیت دیتے ہیں اسے' اس کا تو ہم پلہ ہونا چاہیے۔"

امی سے کچھ کہنا بے کار تھا' اس سلسلے میں دادی سے بات کی۔

"بڑے گھر جا رہی ہوں' جہیز بھی اس کے مطابق ہونا چاہیے ورنہ میرے میکے کی ناک کٹ جائے گی۔"

پہلی بار اس کی کسی بات پر دادی سوچ میں پڑ گئیں۔

"تم جانتی ہو سونی! محدود آمدنی ہے پھر تمہارے پیچھے دو اور بھی بیاہنے والی بیٹھی ہیں۔"

"ان کی ابھی بات کہاں۔۔۔ صائمہ سیکنڈ ایئر میں اور سمیرا تو ابھی اسکول میں ہے۔ جب تک ان کی باری آئے گی' تینوں بھائی جاب پر ہوں گے۔ بس میرا سر نیچا نہیں ہونا چاہیے۔"

اس کا کہا دادی نے اپنی طرف سے بیٹے اور بہو کے سامنے دہرا دیا۔

"اپنی طرف سے تو ہم بھی اچھا ہی کریں گے اماں! اور سونیا کے سسرال والے اچھے لوگ ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ وہ کبھی سونیا کو اس سلسلے میں کچھ جتائیں گے۔ آخر ہمارے حالات ان کے سامنے ہی ہیں۔ سب کچھ دیکھ کر ہی انہوں نے رشتہ طے کیا ہے۔"

"تم تو چپ رہو بہو! دنیا سے انوکھی ماں ہو' ماؤں کا تو جی چاہتا ہے دنیا جہان کی نعمتوں سے بیٹی کا جہیز سجائیں۔ تم ہو کہ یہاں بھی کنجوسی کرنے کی سوچ رہی ہو۔"

اور پھر اس جہیز کی تیاری میں دادی کا وہ زیور جو انہوں نے تینوں پوتیوں کو دینے کی نیت سے رکھا ہوا تھا' سونیا کے لیے ہی بک گیا۔ ابا کو اچھا خاصا قرض لینا پڑا اور واصف نے ان دنوں دو دو جگہ جاب کر لی پھر بھی جو جہیز سونیا لے کر آئی' وہ طوبیٰ کے جہیز کے ہم پلہ ہرگز نہیں تھا۔ اسے یہاں کسی نے ایسا کچھ نہیں جتایا'

سب ہی نے خوش دلی سے استقبال کیا لیکن وہ خود ہی ایسا محسوس کر کے سبکی محسوس کر رہی تھی اور جیسا حسد میکے میں امبر کے لیے اس کے دل میں تھا' وہ بالکل ایسی ہی فیلنگز طوبیٰ کے لیے محسوس کر رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

آنے والے دنوں میں اٹھتے بیٹھتے شعوری اور غیر شعوری طور پر وہ طوبیٰ اور شوہر سالک کا جائزہ لیتی رہی۔ اسے لگا نوید کے مقابلے میں سالک کی اہمیت زیادہ ہے اور وہ نوید کے مقابلے میں خاصا ہوشیار بھی ہے اور اسی طرح اس کی بیوی بھی گھر پر چھائی ہوئی ہے۔ وہ سونیا کے بھی بہت آگے پیچھے رہتی تھی' ہر ہر قدم پر گائیڈ کرتی اور اس کی رائے بھی لیتی۔ سونیا کو لگتا وہ اسے بے وقوف سمجھتی ہے۔ اپنے مقابلے پر کچھ نہیں گردانتی۔ سارے گھر پر اس کی چلتی ہے' مجھ پر بھی اپنی ٹھونسنا چاہتی ہے لیکن میں ایسا بھی نہیں ہونے دوں گی۔ آج پورا گھرانہ طوبیٰ طوبیٰ کرتا ہے' کل سب میرے نام کی مالا جپیں گے۔ وہ جب بھی میکے آتی' دادی کو ایک ایک بات بتاتی۔

"دفع کرو' تم اس کی طرف دھیان نہ دیا کرو۔" دادی سن کر بیٹھے بیٹھے غصے سے لال سرخ ہو جاتیں اور بڑے ضبط سے مشورہ دیتیں۔

"کمال کرتی ہیں آپ' یعنی کہ میں اسی گھر میں رہتے ہوئے اس کی جانب سے آنکھیں بند کر لوں تاکہ وہ من مانی کرتی رہے۔ دادی! جتنا وہ گھر اس کا ہے' اتنا ہی میرا بھی ہے۔"

"ہاں' یہ تو تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ بس پھر اپنی ساس کا دل جیتنے کی کوشش کرو' ایک بار اسے مٹھی میں کر لو گی تو سمجھو سب کچھ مٹھی میں آجائے گا۔"

"وہاں ایسا نہیں ہے دادی! میری ساس نے تو سب کچھ طوبیٰ بیگم پر ہی چھوڑ رکھا ہے اور پتا ہے دادی! اتنا پیسہ ہونے کے باوجود وہ لوگ عجیب فقیروں والا مزاج رکھتے ہیں۔ نہ ڈائننگ ٹیبل پر قسم قسم کے کھانے ہوتے ہیں نا ہی انہیں ہوٹلنگ پسند ہے اور کپڑے اچھے تو ہوتے ہیں لیکن بہت زیادہ نہیں۔ پتہ ہے جتنے کپڑے میرے پاس ہیں نا ان لوگوں کے پاس اس سے آدھے بھی نہیں ہوں گے' پھر بھی بازار جاتی ہوں۔ کسی اچھے ڈریس کو دیکھ کر دل مچل ہی جاتا ہے لیکن نوید نہیں لے کر دیتے۔"

"ہا... نہ اتنے پیسے کا پھر کرنا کیا ہے ان لوگوں نے۔" دادی افسردہ بھی ہوئیں' غصہ بھی آیا۔

"پتا نہیں مجھے تو خود بھی سمجھ نہیں آتی۔"

"خیر تو اپنا دل مت مار بچی' یہی تیرے پہننے اوڑھنے کے دن ہیں اور تو اگر نوید سے اصرار کرے گی تو پھر وہ تیری بات نہیں ٹال سکے گا اور میری بات پلو میں باندھ لے' اس کو یہ عادت ابھی سے ڈال دے کہ تجھے انکار نہ کر سکے۔ بس ضد پکڑ لیا کہ ورنہ نقصان میں رہے گی تو خود ہی بتاتی ہے بڑا بھائی اس کا خرانٹ ہے۔ مجھے تو لگتا ہے وہ سارا پیسہ دبا رہا ہے۔ نوید کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ پلو میں باندھ لے اس کو۔ یہ عادت ابھی سے ڈال دے کہ تجھے انکار نہ کر سکے۔ بس ضد پکڑ لیا کر ورنہ نقصان میں رہے گی۔ تو خود ہی بتاتی ہے بڑا بھائی اس کا خرانٹ ہے' مجھے تو لگتا ہے وہ سارا پیسہ دبا رہا ہے' نوید کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔"

دادی کی بات دل کو لگی۔

امی سے اس نے کوئی ذکر نہیں کیا' چھوٹی بہن چائے کے لیے بلانے آئی تو دادی پوتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

لاؤنج میں ہی ایک سائیڈ پر ڈائننگ ٹیبل لگی تھی۔ یہ ڈائننگ ٹیبل بھی سونیا نے ماں سے بہت کہہ کر پھر چپکے سے دادی کے ہاتھ پر روپے رکھ کر منگوائی تھی کہ نوید اسے ڈراپ کرنے اور پک کرنے تو آتا تھا۔ کیا سوچے گا گھر میں ڈائننگ ٹیبل بھی نہیں ہے۔ ان کے ہاں اس سے پہلے سب فرشی دری پر دستر خوان لگا کر رات کا کھانا کھایا کرتے تھے' ورنہ صبح کو بھی سب کی اپنی اپنی روٹین اور دوپہر کو بھی واپسی آگے پیچھے ہی ہوتی تھی۔

"سونیا! یہ تمہارا بری کا جوڑا ہے نا؟"

امبر نے سراہتی نظروں سے اس کے ڈریس کو دیکھتے ہوئے کہا تھا لیکن سونیا کی اپنی سوچ تھی۔ اسے لگا امبر مذاق اڑا رہی ہے' جتا رہی ہے وہ ابھی تک شادی پر لیے جانے والے کپڑے ہی استعمال کر رہی ہے۔ جواب میں کہا کچھ نہیں لیکن موڈ آف ہو گیا اور یہاں کسی کی سمجھ میں یہ نہیں آرہا تھا کہ بیٹھے بٹھائے سونیا کا مزاج آخر کس بات پر برہم ہو گیا ہے۔ چائے پی کر وہ چپ چاپ ٹی وی کے آگے جا بیٹھی۔

"کوئی بات کرو نا آپی! اتنے دنوں کے بعد تو چکر لگایا ہے آپ نے اور آکر یوں گم صم بیٹھ گئیں۔ یہ بتائیں آپ نوید بھائی کے ساتھ باہر تو نکلتی ہوں گی۔"

چھوٹی بہن بڑے اشتیاق سے پوچھ رہی تھی۔ امبر اب ڈائننگ ٹیبل سے برتن اٹھا رہی تھی۔ سونیا نے اس کی پشت کی جانب دیکھا اور اونچی آواز میں بولی۔

"ہم تو تقریباً" روزانہ ہی کہیں نہ کہیں نکل جاتے ہیں۔ بھئی گھر میں بیٹھ کر کیا کرنا ہوتا ہے' اکثر رات کا کھانا بھی باہر کھاتے ہیں۔ تمہیں کیا پتا کیسے کیسے اچھے بوتیک' شاپنگ مال اور ہوٹلز ہیں اس شہر میں۔ کبھی آؤ نا میری طرف' تمہیں بھی لے کر جاؤں گی۔"

"ہاں آپی! ضرور آئیں گے۔" دونوں اپنی عمر کے مطابق ان باتوں سے بے حد متاثر ہو رہی تھیں' امبر نے پلٹ کر دونوں کی جانب دیکھا۔ کہا کچھ نہیں پھر برتن سمیٹ کر وہ بھی یہیں آبیٹھی اور سونیا کی باتیں لمبی ہوتی گئیں۔

"سونیا! خدا کا شکر ادا کرو' تمہیں اچھا گھرانہ مل گیا ہے۔" امی کب آکر بیٹھیں اسے پتا ہی نہیں چلا۔

"انسان میں کچھ ہوتا ہے جب ہی یہ سب اسے ملتا ہے۔ نوید تو کہتے ہیں تمہارے جیسی خوبصورت لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔"

"شادی کے شروع ماہ میں ایسا ہی ہوتا ہے لیکن اس کے بعد اپنی اچھی عادات اور ذہانت سے ہی سب کو گرویدہ بنانا پڑتا ہے۔ تمہارے سامنے امبر اور طوبیٰ کی مثال ہے۔ امبر بھی بہت نیک بچی ہے اور میں نے تمہاری جٹھانی طوبیٰ کو بھی اچھا پایا ہے۔"

"ہونہہ! رہنے دیں' مثالیں بھی دیں گی تو کیسی کیسی۔ اللہ بچائے مجھے تو۔" یہ دو نام جو امی نے لیے موڈ نہ خراب ہوتا تو کیا ہوتا۔

"کیا طوبیٰ کے ساتھ تمہاری دوستی نہیں ہے؟" امی نے پوچھا۔

"نہیں اسے منہ لگانا پسند نہیں کرتی' خوشامدی ٹٹو ہے پوری۔"

"تمہیں ابھی لوگوں کی پہچان نہیں ہے سونیا! اگر ایسے ہی نفرتیں پالتی رہو گی تو پھر اپنے لیے مشکل پیدا کر لو گی۔"

"امی! آپ اس سے آخر ملی کتنا ہیں' جو گن گانے لگی ہیں۔ پلیز کوئی اور بات کریں' مجھے یہاں سے نکل کر نوید کے ساتھ شاپنگ کے لیے بھی جانا ہے۔ آپ نے میرا موڈ خراب کر دیا تو پھر خاک مزہ آئے گا۔"

"شاپنگ کی کیا ضرورت پڑ گئی تمہیں' ابھی بھلا شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے۔ سب کچھ تو ہے تمہارے پاس۔"

"اُفوہ... آپ سے زیادہ روشن خیال زمانے کے چلن کو سمجھنے والی تو دادی ہی ہیں۔"

"سونیا! تمہاری دادی ہمیشہ سے ایک جذباتی عورت رہی ہیں۔ اپنے سامنے انہوں نے کبھی کسی کو کچھ نہیں جانا' یہ تو ان کی قسمت کہ میرے جیسی بہو مل گئی' ورنہ ان کے لیے مشکل ہو سکتی تھی۔ تم خدارا ان کے مشوروں پر تو عمل نہ ہی کرو۔"

"امی! میں ہمیشہ دادی ہی کے مشوروں پر عمل کرتی رہی ہوں اور میں نے کبھی نقصان نہیں اٹھایا۔"

کچھ دیر بعد نوید آگیا' امبر نے بڑے ادب سے سلام کیا پھر اٹھ کر ٹیبل سیٹ کرنے لگی۔ اس کی مدد کو سویرا اور صائمہ بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

نوید کو طوبیٰ یاد آئی' بالکل امبر کی طرح وہ بھی مہمانوں کے آتے ہی الرٹ ہو جایا کرتی ہے۔ گھر میں ملازموں کی موجودگی کے باوجود وہ کچھ نہ کچھ کرتی ہی رہتی ہے' جبکہ سونیا نے سسرال جاتے ہی بتا دیا تھا اسے کچن میں کبھی بھی دلچسپی نہیں رہی اور کچھ بھی پکانا

نہیں آتا۔ اب طوبیٰ تو صبح سالک کو ناشتا تیار کر کے دیتی تھی۔ دونوں میاں بیوی ناشتے کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر اکٹھے بیٹھے دکھائی دیتے جبکہ آدھے گھنٹے کے بعد وہ ٹیبل پر آتا تو اس کا ناشتا ملازمہ تیار کرتی اور سونیا اس وقت سو رہی ہوتی تھی۔

نوید جب بھی سسرال آیا' سونیا اسے یہاں بیٹھنے نہیں دیتی تھی۔ وہ پہلے سے ہی تیار ہوتی تھی۔ جلدی جلدی وہ بس ایک کپ چائے پی لیتا اور ساس کے بے حد اصرار کے باوجود کچھ لے نہ پاتا کہ سونیا "جلدی کریں نا" کی رٹ لگا دیتی۔ وہ ایسا کیوں کرتی ہے' نوید نے کبھی اس بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور یوں بھی مرد ایسی باتوں پر کم ہی توجہ دیتے ہیں۔ آج اسے خاصی بھوک لگی ہوئی تھی۔ امبر نے ٹیبل لگائی تو فوراً" آبیٹھا اور پلیٹ میں کباب' چکن رول نکال بھی لیے۔ چائے پینے کے دوران اس نے یونہی سرسری سی نگاہ سونیا کے گھر کی خواتین پر ڈالی۔ سلیقے سے دوپٹہ اوڑھے ہوئے اور فل آستین کی شرٹ میں ملبوس وہ سب بڑی سادہ سی خواتین تھیں جبکہ ان کے مقابلے میں سونیا سائیڈ پر دوپٹہ ڈالے گہرے گلے کی اور برائے نام آستین کی شرٹ پہنے بڑی الگ تھلگ دکھائی دے رہی تھی۔ یہ سوٹ شاید شادی کا تھا لیکن اسے سلوایا ابھی چند روز پہلے ہی گیا تھا کہ بری اور جہیز کے اکثر کپڑے سونیا کے کہنے پر ان سلے ہی رکھے گئے تھے۔

گھر میں طوبیٰ بھابھی' آپا اور امی سب ہی لباس کے معاملے میں محتاط تھیں لیکن سونیا کا کہنا تھا لباس ہمیشہ فیشن کے مطابق ہی اچھا لگتا ہے۔ کہاں سے آئی یہ سوچ اس کے ذہن میں جبکہ اس کے گھر کی ساری لڑکیاں بھابھی اور آپا جیسا لباس پہنتی ہیں۔

"یہ رول اور لو نا بیٹا! یہ سب امبر نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔" امی نے نوید کو بتایا۔

سونیا کو بڑی شرم محسوس ہوئی (کیا سوچتا ہوگا ان کے ملازم کی تو اوقات نہیں بازار کا بھی نہیں منگوا سکتے اور امی بتا کتنے فخر سے رہی ہیں انہیں کیا پتا شہر کی اچھی بیکریوں میں یہ سب کتنے مزے کا ملتا ہے۔)

جبکہ نوید نے مسکرا کر مزید پلیٹ بھرلی تھی۔

"تم بھی لو نا سونیا!" امبر نے کہا۔

"نہیں' مجھے کچھ پسند نہیں آئے۔" اس نے ناک چڑھا کر منع کر دیا۔

"پسند نہیں آئے اور میں کہنے والا تھا تم بھی بھابھی سے بنانے سیکھ لو۔"

"اوہ نوید! آپ جانتے تو ہیں مجھے فضول ٹائم ضائع کرنا بالکل پسند نہیں۔ جب یہ سب بازار سے خریدا جاسکتا ہے تو پھر کیا ضرورت ہے اتنے بکھیڑے کی۔"

نوید نے مزید کچھ نہیں کہا۔ حالانکہ جی چاہا تھا پوچھے' ٹائم بچا کر وہ کون سا مفید کام سرانجام دیتی ہے لیکن وہ اب سونیا کے مزاج کو پہچان چکا تھا' وہ بڑی جلدی خفا ہو جاتی تھی۔

واپسی پر اس نے نوید سے شاپنگ کے لیے چلنے کو کہا تھا۔

"یار! بہت تھک گیا ہوں اور تمہیں بیٹھے بٹھائے کس چیز کی ضرورت پڑ گئی ہے۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا' انسان شاپنگ صرف ضرورت کے وقت کرتا ہے۔ اللہ نے مجھے دیا ہے تو جب جی چاہے تب کیوں نہ خرچ کروں۔ بس میں نہیں جانتی مجھے ابھی ابھی اور ریگا لے کر چلیں۔"

تھوڑی بحث کے بعد نوید نے ہتھیار ڈال دیے۔

اور جب وہ لدی پھندی گھر آئی تو سب نے اس کی شاپنگ دیکھی ضرور کہا کچھ نہیں۔

"کتنے کنجوس ہیں آپ لوگ؟" کمرے میں آکر وہ نوید سے بولی تھی۔

"کیا کچھ کمی رہ گئی ہے بھئی' تم نے ہی کہا تھا اب واپس چلتے ہیں۔"

"میں آپ کے گھر والوں کی بات کر رہی ہوں۔ ہزاروں ہی خرچ کیے ہیں نا لاکھوں تو نہیں لٹا آئی لیکن برا لگا سب کو جب ہی تو میرے ڈریسز دیکھ کر سب کے منہ بن گئے۔"

"ایسا نہیں ہے سونیا! لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے ہاں فضول خرچی کا کوئی تصور نہیں اور۔۔۔"

"ہاں یہ تو مجھے پتا چل ہی گیا ہے' بڑے ہی عجیب سے مزاج کے لوگ ہیں آپ۔ میں نے تو سوچا تھا آپ لوگوں کے ہاں پارٹیز ارینج ہوتی ہوں گی تو کبھی باہر ڈنر کے پروگرام بنتے ہوں گے' ہم لوگ ملک سے باہر گھومنے بھی جائیں گے لیکن شادی کے بعد تو میرے سارے خواب ہی ٹوٹ گئے۔"

"سونیا! ہم اپنی روایات سے پیار کرنے والے سیدھے سادے لوگ ہیں۔ بناوٹ اور دکھاوے کی زندگی امی ابا کو پسند نہیں تھی۔ انہوں نے ہماری تربیت بھی اسی کے مطابق کی ہے اور خوش قسمتی سے بھابھی بھی ایسی ہی سوچ رکھنے والی ملی ہے۔"

"ہونہہ۔۔۔ کنجوس مکھی چوس۔ کیا کریں گے اتنا کما کر۔"

"بھئی اچھا گھر ہے' گاڑی ہے' زندگی کی بہت سی ایسی سہولتیں ہمارے پاس ہیں' جن کے لیے لوگ ترستے ہیں اور آج میں تمہیں بتا رہا ہوں' ابا ایسے بہت سے گھرانوں کی مدد کرتے ہیں جن کی مدد انسانیت کے ناتے ہم پر فرض بھی ہے اور مذہب کا حکم بھی ہے۔"

"ہونہہ! پہلے اپنے گھر کی ضروریات تو دیکھ لیں۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ میکے جاتے ہوئے ہر لڑکی خوشی محسوس کرتی ہے لیکن سونیا کی تیاری چونکا دینے والی ہوتی تھی۔ وہ ہر نئی خریدی ہوئی چیز صرف میکے جانے کے لیے ہی استعمال کرتی تھی اور نوید نے خود دیکھا تھا' وہاں جا کر وہ سب کو ایک ایک چیز کی قیمت بتا کر حیران کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ ایسے میں نوید کو عجیب طرح کی شرمندگی گھیر لیتی لیکن وہ سونیا سے کچھ کہتا نہیں تھا۔

✲ ✲ ✲

طوبیٰ کے بھائی' بھابھی ان کے ہاں آئے تھے۔ سب لوگ اکٹھے بیٹھے تھے۔ خوشگوار ماحول میں چائے پی جارہی تھی۔ طوبیٰ تو اپنے مخصوص صاف ستھرے لیکن سادہ حلیے میں تھی۔ سلیقے سے ہلکا سا میک اپ وہ اکثر کیے رکھتی تھی اور جیولری اسے بھاری بھر کم پسند نہیں تھی جبکہ سونیا ان کی آمد کی اطلاع سن کر پوری تیاری کے ساتھ کمرے سے نکلی تھی۔ میرون کلر کا کام والا سوٹ میچنگ جیولری اور میک اپ' اس نے تیاری میں اچھی خاصی دیر لگا دی تھی' لیکن یہاں آکر اس کے قدم لڑکھڑا گئے۔ طوبیٰ اور اس کی بھابھی جو سونیا اور طوبیٰ کی ہی ہم عمر لڑکی تھی' ان دونوں کی تیاری سونیا سے کتنی مختلف تھی۔ ان کے چہرے بے حد فریش لک تو دے رہے تھے لیکن وہ اوور تو بالکل بھی نہیں تھیں۔

سونیا وہاں جا کر بیٹھ تو گئی لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اسے کیا بات کرنی چاہیے۔ وہاں موضوع حالات حاضرہ تھا' وہ سب ہی کتنے باخبر تھے اور اسے تو ملکی و غیر ملکی حالات کی کچھ خبر ہی نہیں تھی۔

ابھی یہ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ نوید سے چھوٹا عاطف آیا اور ان کے دونوں بچوں کو لے کر آگیا۔

"یہ آپا بھی بس نام کی آپا ہیں' کتنی ینگ دکھائی دیتی ہیں۔ دونوں بچوں کی ماں ہیں لیکن کتنا اسمارٹ رکھا ہوا ہے خود کو۔ پتا نہیں اس گھر کی عورتیں ایسی کیا خفیہ چیز کھاتی ہیں جبکہ میرا وزن تو بڑھ گیا ہے۔"

اپنی سوچوں میں وہ آنے والوں کا استقبال بھی نہیں کر سکی' وہ خود ہی آکر ملیں تو شرمندہ ہو گئی۔ طوبیٰ کھانا لگانے لگی تو شیریں (آپا) بھی ہیلپ کے لیے اٹھ گئیں۔ حالانکہ دو دو ملازمائیں موجود تھیں۔

"بیٹا! تم بھی کسی روز اپنے میکے والوں کو کھانے پر بلاؤ نا!" اس کی خاموشی سے اس کی ساس نے یہی مطلب نکالا تھا اور وہ اپنی جگہ شرمندہ تھیں کہ انہیں یہ بات سونیا سے پہلے ہی کہہ دینا چاہیے تھی۔

سونیا نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن وہ سوچ رہی تھی میرے گھر والوں کی یہاں آمد میرے لیے شرمندگی کا باعث ہی بنے گی' ان کا یہاں نہ آنا ہی بہتر ہے۔

لیکن برا ہوا کہ ایک روز امی نے فون پر اس کی ساس کا حال پوچھا اور اس نے انہیں بتا دیا ٹمپریچر ہو رہا ہے' انہیں اور شام کو امی جان' امبر بھابھی' واصف

بھائی اور غضب پر غضب یہ کہ امبر کی چھوٹی بہن حرا کو بھی ساتھ لے آئیں۔ طوبیٰ اور امی تو تپاک سے ملیں لیکن سونیا مسکرا کر استقبال کرنے کی بھی روادار نہیں تھی۔

حرا میڈیکل کی اسٹوڈنٹ تھی اور با اعتماد لڑکی تھی۔ طوبیٰ سے اس کی اچھی خاصی دوستی ہوگئی۔ وہ سالک بھائی، عاطف اور نوید سے اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے باادب انداز میں باتیں کرتی رہی۔ امی کتنا عام سا سوٹ پہن کر آگئی ہیں اور یہ امبر کے شوز اور سستی سی جیولری، واصف بھائی سفید کرتا شلوار ہی پہن آئے۔ اف۔ ان لوگوں کو میری عزت کا ذرا بھی احساس نہیں۔

"کیا بات ہے بیٹا! طبیعت تو ٹھیک ہے؟" امی بے چاری اس کے ستے ہوئے چہرے کا یہی مطلب سمجھیں تو ساس بھی اس کی جانب دیکھنے لگیں۔

"جی میں ٹھیک ہوں۔"

"سونیا بیٹا! امی اور لڑکیوں کو اپنا کمرہ دکھاؤ نا؟"

ساس کے کہے کو غنیمت جان کر وہ انہیں اپنے کمرے میں لے آئی۔ اس وقت طوبیٰ اور حرا باتوں میں مصروف تھیں تو حرا ساتھ نہیں آئی۔

"امی! آنے سے پہلے کم از کم فون ہی کر دیتے آپ لوگ۔" کمرے میں آکر وہ خاموش نہیں رہ سکی۔

"بیٹا! تم نے اپنی ساس کا بتایا تھا، میں نے سوچا ایسے موقع پر تو جانا بنتا ہے۔"

"اوہ امی! یہ کوئی آپ کے محلے کے ملنے والے یا مڈل کلاس رشتہ دار نہیں ہیں، یہاں پر بغیر اطلاع کے آنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔"

"لیکن یہ سب تو ہم سے بہت اچھے طریقے سے ملے ہیں۔"

امبر کے کہنے پر وہ طنزیہ انداز میں ہنسی اور بولی۔

"خاندانی لوگ ہیں، رکھ رکھاؤ کے عادی نہیں لیکن ہمیں بھی تو کچھ سوچنا چاہیے۔ مجھے اور نوید کو اتنے ضروری ڈنر پر جانا تھا، یہ سالک بھائی اور عاطف بھی آپ لوگوں کی وجہ سے بندھے بیٹھے ہیں۔"

مارے شرمندگی کے امبر کے چہرے کا رنگ بدلا تو اسے کمینی سی خوشی ہوئی لیکن وہ یہ نہ جان سکی بہنی کی اس رویے نے ماں کو بہو کے سامنے کتنا شرمندہ کیا ہے۔

"ہم چلتے ہیں سونیا! آئندہ خیال رکھیں گے۔" امبر یہ کہتے ہوئے چل پڑی تو امی نے بھی تقلید کی۔

"چلیے واصف! بہت دیر ہوگئی، ہم تو آنٹی کی خیریت معلوم کرنے آئے تھے لیکن بہت ٹائم لے لیا۔"

امبر کا کہنا تھا کہ سب ہی بہت اصرار سے رکنے کو کہنے لگے۔

"اب آپ لوگ کھانا کھائے بغیر تو نہیں جائیں گے۔" طوبیٰ کے کہنے پر امی کچھ بہانے بنانے لگیں لیکن وہاں کسی نے نہیں سنی اور سونیا کی جانب دیکھتے ہوئے ڈرتے ڈرتے وہ دوبارہ بیٹھ گئیں۔

کھانا بنایا تو ملازمہ نے تھا لیکن نگرانی طوبیٰ کی تھی پھر وہ جس طرح اصرار کر کے ہر ایک کی جانب ڈش بڑھاتی اور ٹیسٹ کرنے کو کہتی، سونیا کو اس کی مکاری پر غصہ آتا۔ "دل ہی دل میں میرے میکے والوں کی کم مائیگی پر ہنس رہی ہوگی لیکن بن کیسے رہی ہے اور یہ حرا میڈیکل پڑھ رہی ہے تو کیا ہوا، کیا میں جانتی نہیں ان کی فیملی کو۔ ایک وہ وقت بھی تھا خالہ کی فیملی پر جب زکوٰۃ تک لے لیا کرتے تھے اور اب کون سا ہن برس رہا ہے اور یہ خود غرض لڑکی اتنا خرچا اپنی تعلیم پر کروا رہی ہے، یقیناً واصف بھائی بھی مدد کرتے ہوں گے۔" اس خیال نے جیسے بچھو کی طرح ڈنک مارا۔ اگر ایسا ہے تو بہت غلط ہے، میں پوری تحقیق کروں گی بلکہ دادی سے بھی اس خدشے کا اظہار کروں گی، وہ سیدھا کریں گی اس امبر جادوگرنی کو۔ میرے میکے پر قبضہ ہی جما بیٹھی ہے۔"

"سونیا! کیا بات ہے، تم کچھ کھا نہیں رہیں۔" برابر بیٹھے نوید نے نوٹس لیا تو وہ سامنے رکھی پلیٹ پر جھک گئی لیکن نوید نے اس نے آج کے حیرت انگیز رویے کے بارے میں سوچا ضرور اور صرف نوید نے ہی نہیں

بلکہ اس کلبے زار کن رویہ ہر ایک کو سوچنے پر مجبور کررہا تھا۔

٭ ٭ ٭

"تمہاری بھابھی بہت اچھی ہے سونیا!" اگلے روز جب عاطف، طوبیٰ، سونیا اکٹھے بیٹھے تھے، تب طوبیٰ نے کہا تھا۔

"ہونہہ! رہنے دیں بھابھی! ویسے تو آپ خود کو بڑا عقل مند کہتی ہیں لیکن انسانوں کی پہچان نہیں ہے۔ آپ کو ہماری یہ بھابھی تو بس میری امی کی وجہ سے گھر میں آگئی، ورنہ ایسے لوگوں کو میں تو منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتی۔ ان کے والد صاحب رکشہ ڈرائیور رہے ہیں اور بھابھی کا تو مت پوچھیں۔"

وہ بھول گئی کہ اپنی بھابھی اپنے گھر کی عزت کی بات کررہی ہے۔ یاد رہی تو وہ دشمنی جو اسے خوامخواہ میں امبر کے ساتھ تھی۔

"اور آپ نے کپڑے دیکھے تھے ان حرا صاحبہ کے۔ اتوار بازاروں سے شاپنگ ہوتی ہے ان کی۔"

پھر کسی نے کچھ نہیں کہا طوبیٰ، عاطف سے کسی اور موضوع پر بات کرنے لگی لیکن سونیا خاموش نہیں رہی بولی۔

"امبر کی قسمت اچھی ہے، جو بیاہ کر ہمارے گھر میں آگئی، ورنہ اس طبقے کی یہ معمولی صورت والی لڑکیاں تو باپ کی دہلیز پر ہی بوڑھی ہوجاتی ہیں۔ دادی تو امبر کو منہ لگانا پسند نہیں کرتیں۔ وہ تو واصف کے لیے کسی اچھے گھرانے کی لڑکی لانا چاہتی تھیں۔"

"بھابھی! اچھے گھرانے سے کیا مراد ہے آپ کی؟" عاطف نے اچانک سوال کردیا۔

"اچھا گھرانہ، میرا مطلب ہے دولت مند آسودہ حال۔"

وہ ایک دم سے بولی اور عاطف نے جیسے بات سمجھ کر اثبات میں سرہلا دیا پھر اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ طوبیٰ ابھی یہیں بیٹھی تھی لیکن سونیا اٹھ کر چلی گئی۔

٭ ٭ ٭

"آپی! بھابھی بتا رہی تھیں، آپ کا کمرہ بہت خوبصورت ہے۔ آپ نے کبھی ہمیں انوائٹ ہی نہیں کیا اور امی کہتی ہیں بن بلائے بالکل نہیں جانا۔ کیا پتا سونیا کے نہ بلانے کی وجہ یہ ہو کہ اس کے سسرال والے پسند نہ کرتے ہوں۔"

صائمہ اور سویرا اس کے دائیں بائیں بیٹھی تھیں، وہ کچھ دیر پہلے آئی تھی، امی اسے دیکھتے ہی خوش ہوگئی تھیں اور کہا تھا۔

"آج میں تمہیں بہت یاد کررہی تھی، کڑھی بنائی ہے میں نے اور تمہیں بہت پسند بھی ہے نا؟"

"او، جانے دیں نہ امی! کس زمانے کی باتیں کرتی ہیں آپ، اب میں یہ کڑھی وڑھی نہیں کھاتی۔ خدا کے لیے نوید کے سامنے ایسی کوئی بات مت چھیڑیے گا۔"

اور جب بہنوں کے پاس آئی تو انہوں نے ایک نئی بات چھیڑ دی۔

"بھئی، میرے سسرال والوں کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے، میں خود ہی نہیں بلاتی۔"

"مگر کیوں آپی! ہم زیادہ دیر تھوڑا ہی رکیں گے۔" چھوٹی سویرا بول اٹھی۔

"یہ بات نہیں ہے، اصل میں تم لوگوں کے پاس وہ سب نہیں ہے، جو وہاں آنے کے لیے ہونا ضروری ہے۔ اب اس روز امی اور بھابھی کیسے ہلکے سے کم قیمت کپڑے پہن کر آگئی تھیں اور بھیا، اف اللہ! مت پوچھو میں کس قدر شرمندہ ہوئی۔ بھئی پتہ ہے بیٹی اونچے گھر میں بیاہی، اب اگر اس کے گھر آنے جانے کا شوق ہے تو ایک آدھ ڈھنگ کا کپڑا ہی بنوالیں۔ مجھے شرمندہ تو نہ کروائیں ان سب کے درمیان۔"

اسے پتہ نہیں چلا امی کب کمرے میں آئیں، اس کی بات سن کر بولیں۔

"اپنی طرف سے تو ہم اچھے ہی کپڑے پہن کر گئے تھے، خیر اگر تمہیں اچھا نہیں لگا ہمارا آنا تو آئندہ احتیاط کریں گے۔"

"امی! یہ امبر بھابھی اور حرا کو ساتھ لانے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ واصف بھیا کے ساتھ اکیلی بھی تو آسکتی تھیں یا پھر صائمہ یا سویرا میں سے کسی کو ساتھ لے آئیں۔"

امی نے جواب نہیں دیا، خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

"ویسے لگتا ہے ہماری بھابھی صاحبہ متاثر خوب ہوئی ہیں جو آکر ان دونوں سے بھی میرے کمرے کی خوبصورتی کی بات کی ہے۔ ویسے اندر ہی اندر تو جل کر خاک ہوگئی ہوں گی دونوں بہنیں۔"

"آپی! وہ لوگ ایسی نہیں ہیں۔" صائمہ نے سائیڈ لی۔

"بس بس، رہنے دو تم لوگ۔ بھلا دنیا کی چالاکیوں کو کہاں سمجھتی ہو۔ مت میرے سامنے ایسی کی حمایت کیا کرو اور ہاں، اپنی تیاری مکمل کرلو پھر مجھے بتادینا میں ڈرائیور بھیج دوں گی۔ آجانا کسی روز تم لوگ بھی۔" اس نے جیسے احسانِ عظیم کیا۔

"فی الحال تو پڑھائی زوروں پر ہے۔" صائمہ نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا، وہ سارا جوش اب جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا سونیا کے گھر کبھی نہیں جائے گی اور سونیا نے دوبارہ اصرار بھی نہیں کیا بولی۔

"میں نے لپ اسٹک کے کچھ نئے شیڈ لیے ہیں، تمہیں دکھاتی ہوں اور پتہ ہے، اب تو میں باقاعدگی سے پارلر جاتی ہوں اور کتنی فیس ہے پارلر کی، تم لوگ سن لو، بس بے ہوش ہی ہوجاؤ۔" دونوں نے پوچھا نہیں کتنی فیس ہے، نہ ہی لپ اسٹکس کے شیڈز پر کچھ تبصرہ کیا۔ دیکھا اور پڑھائی کا بہانہ بنا کر چلی گئیں۔

"میں ملنے کے لیے آتی ہوں، انہیں پروا ہی نہیں ہے۔" اس نے ماں سے شکوہ کیا۔

"تمہاری دادی نماز سے فارغ ہوچکی ہوں گی۔ جاؤ سلام کر آؤ جاکر۔" ماں نے اس کی بات ٹال دی۔

"ہاں! ایک دادی ہی تو ہیں جنہیں میرا انتظار رہتا ہے جو واقعی مجھ سے محبت کرتی ہیں اور امی! میں آج جلدی چلی جاؤں گی۔ نوید نہیں آئیں گے، آپ چائے پر کچھ اہتمام مت کیجیے گا۔"

"ٹھیک ہے بیٹا! ہم کیا اور ہمارا اہتمام کیا۔ دعا ہے تم اپنے گھر میں سدا سکھی رہو۔"

وہ گھر واپس آئی تو سب ہی موجود تھے، ٹی وی چل رہا تھا اور آپس میں باتیں بھی زور و شور سے ہورہی تھیں۔ نوید بھی ان سب میں موجود تھا، اس کی یہاں موجودگی سونیا کا موڈ خراب کرگئی۔ "گھر بیٹھے ہیں نواب صاحب! اتنا نہیں ہوا کہ مجھے لینے ہی آجاتے۔"

"آؤ سونیا!" طوبیٰ نے اپنے برابر جگہ بنائی۔

"نہیں، میں تو اب ریسٹ کروں گی۔" اس نے بے رخی سے کہا۔

"کیوں بھئی، ایسا کیا کام کروالیا اماں نے۔" نوید پتہ نہیں کس بات پر اتنا خوش تھا، جو اس کے مزاج کا خیال ہی نہیں رہا اور ایسا مذاق کرگیا۔

"وہاں مجھ سے کوئی کام نہیں کرواتا نہ اب نہ پہلے۔ میری دادی نے مجھے شہزادیوں کی طرح پالا ہے۔"

وہ تنک کر بولی تھی اور اپنے کمرے کی جانب تیزی سے بڑھی تھی۔ نوید سب کے سامنے شرمندہ ہوگیا۔ کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی، جسے نوید نے ہی توڑا اور بولا۔

"پتا نہیں اس کا مزاج ایسا کیوں ہے، وہ اتنا غلط کیوں سوچتی ہے۔ حالانکہ میں نے کبھی اسے کچھ نہیں جتایا لیکن پھر بھی ایسی ہی ہے، حالانکہ اس کی بہنیں اور امبر بھابھی بالکل بھی ایسی نہیں ہیں، اسی ماحول کی ہونے کے باوجود ان میں احساسِ کمتری کا شائبہ تک نہیں ہے۔"

"سب ٹھیک ہوجائے گا، تم چائے تو لو۔" ماں نے دھیان بٹانا چاہا۔

"نہیں امی! سب ٹھیک نہیں ہوگا۔ کبھی نہیں بدلے گی کہ یہ خود کو بدلنا چاہتی ہی نہیں ہے۔"

ادھر سونیا کا خیال تھا، وہ کمرے میں آگئی ہے تو نوید بھی اس کے پیچھے ہی کھچا چلا آئے گا لیکن خیال غلط

ثابت ہوا تھا اور اسے قرار نہیں تھا وہ کمرے میں اِدھر سے اُدھر ٹہل کر اپنا غصہ اتار رہی تھی۔

نوید کمرے میں آیا' اس نے سونیا سے کوئی بات نہیں کی اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔ یہ بات سونیا کے غصے کو مزید بھڑکا گئی۔

"بالکل احساس نہیں ہے میرا' حالانکہ سالک بھائی کی مثال اس کے سامنے ہے۔ کتنا چاہتے ہیں وہ طوبیٰ کو۔ حالانکہ طوبیٰ میں ہے ہی کیا' میں اس سے کہیں زیادہ خوب صورت ہوں لیکن قدر نہیں ہے نوید کو میری اور یہ بھی تو اپنی بھابھی کے آگے پیچھے رہتے ہیں۔ یقیناً یہ ساری آگ طوبیٰ کی ہی لگائی ہوئی ہے۔" جلتی کڑھتی وہ آخر سو ہی گئی۔ صبح پتا چلا طوبیٰ کی رات کو طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ آج وہ کچن نہیں دیکھ سکے گی اور نہ ہی اپنی نگرانی میں گھر کی صفائی کروا سکے گی۔ ساس کہہ رہی تھیں۔

"بیٹا! آج یہ سب کام آپ دیکھ لینا۔"

"اُفوہ۔۔۔ آج تو پارلر جانا تھا' عجیب مصیبت ہے۔ کتنے شکی مزاج کے مالک ہیں اس گھر کے لوگ۔ ہر وقت ملازموں کے سر پر سوار رہتے ہیں۔ ارے بھئی اگر چھوٹی موٹی چیز چرا بھی لیں گے تو کیا فرق پڑ جاتا ہے' اتنا کچھ تو ہے ان کے پاس۔"

موڈ بگڑا ہی رہا پھر اسے یہ بھی علم نہیں تھا' طوبیٰ اپنی نگرانی میں کس طرح کھانا پکواتی ہے۔

اس نے تو بس کہہ دیا۔ "آج چکن پکا لینا' ساتھ میں چاول بھی بنا لینا' کچھ پھلکے بھی ڈال لینا۔ شامی کباب بھی فریزر سے نکال لو اور سلاد بھی ہونی چاہیے۔"

لیکن جب کھانا تیار ہو کر ٹیبل پر آیا تو اس میں آئل کی مقدار بہت زیادہ تھی' مسالے بھی تیز تھے' چاول بہت نرم تھے اور سلاد بہت کم مقدار میں ہونے کے ساتھ ساتھ اس ذائقہ سے محروم تھا' جس کے یہ سب عادی تھے۔

"بیٹا! ملازموں کے سر پر کھڑے ہو کر کام کروانا پڑتا ہے۔ یہ عورت ویسے بھی ابھی کچھ عرصہ پہلے رکھی گئی ہے۔ اسے ہمارے ذائقہ کا اندازہ نہیں ہے۔"

اس کی ساس بڑی نرمی سے اسے سمجھا رہی تھیں لیکن سب کی خصوصاً" طوبیٰ کی موجودگی میں ان کا ایسا کہنا اسے برا لگ رہا تھا۔

خاموش نہیں رہ سکی بولی۔

"آنٹی! آپ تو جانتی ہیں مجھے کوکنگ کا کوئی تجربہ ہی نہیں ہے' اگر ملازمہ نئی ہے تو آپ کو خود کچن میں جا کر اسے چیک کرتے رہنا چاہیے تھا۔"

اور سر جھٹک کر کھانے کی جانب متوجہ ہو گئی۔

اس کی اس بات کے بعد پھر کسی نے کچھ نہیں کہا۔ طوبیٰ کو بخار ہو رہا تھا' سالک اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا' کھانا کھا کر نوید بجائے ریسٹ کے لیے کمرے میں جانے کے یہیں عاطف کے ساتھ بیٹھ گیا اور وہ کمرے میں چلی گئی۔ آدھے گھنٹے بعد تیار تھی اور آ کر نوید سے کہہ رہی تھی۔

"مجھے پارلر لے کر چلیں' پہلے ہی بہت لیٹ ہو گئی ہوں۔"

"ابھی چند دن پہلے تو تم پارلر گئی تھیں۔" نوید کچھ حیران ہوا۔

"چلو اب اس پر بھی اعتراض ہے' یا اللہ! یہ کہاں پھنس گئی ہوں میں۔" عاطف کی موجودگی میں ہی وہ زور سے بولی۔

نوید نے ٹیبل پر رکھی گاڑی کی چابی اٹھائی اور خاموشی سے باہر نکل گیا تو وہ بھی پیر پٹختی' بڑبڑاتی پیچھے چلی گئی۔

"سونیا! تم ہر بات کا اتنا غلط مطلب کیوں لیتی ہو؟" ڈرائیو کے دوران وہ کہہ رہا تھا۔

"اس وقت مجھ سے کوئی بات نہ کریں اور ہاں میں پارلر سے واپسی پر میکے جاؤں گی۔ دادی سے ملے بہت دن ہو گئے ہیں' میرا دل اداس ہے ان کے لیے۔ آپ دو گھنٹے کے بعد ڈرائیور کو بھیج دیجیے گا۔"

"تمہیں پتہ ہے بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے' گھر کون دیکھے گا۔"

"یہ سب بھابھی کا ڈراما ہے' اپنی اہمیت جتانا چاہتی ہیں سب کی نظر میں' ورنہ جہاں اتنے ملازمہ موجود ہوں' پھر کام کون سا رہ جاتا ہے۔ میں جا رہی ہوں امی سے کہہ دیجیے گا۔ رات کے کھانے پر جو بنانا ہے' وہ ملازماؤں کو بتا دیں' باقی وہ جانے اس کا کام۔ مجھ سے یہ فضول کے ڈرامے نہیں ہوتے کہ جی پکا تو وہ رہی ہے لیکن مصروف ہم بہت ہیں' ہونہہ۔"

"سونیا! تمہیں طوبیٰ بھابھی اچھی نہیں لگتیں۔" نوید کو اس کے انداز پر حیرت ہوئی تھی۔

"ان میں کون سی اچھائی ہے' دوغلی ہیں' بناوٹی' چالاک۔ میں بڑی سیدھی سادی صاف گو لڑکی ہوں' جو بات اچھی نہیں لگتی' صاف کہہ دیتی ہوں۔"

"صاف گو لوگوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہوتی ہے کہ دوسروں کی ذات پر بے دردی سے تبصرہ فرماتے ہیں لیکن اپنے بارے میں ایک لفظ بھی سچائی کا سننا گوارا نہیں کرتے۔ عام طور پر لوگ لڑاکا اور بدلحاظ بھی ہوتے ہیں اور ستم بالائے ستم کہ انہیں اپنی خوبیوں پر ناز ہوتا ہے۔"

وہ مذاق اڑا رہا تھا' مارے غصے کے سونیا کے چہرے کا زاویہ بگڑ گیا۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"دیکھو دیکھو' غصے میں آ کر تم میرے کہے کی تصدیق کر رہی ہو۔" وہ ہنس رہا تھا۔

رخ موڑ کر باہر دیکھنے لگی۔

"ہاں پھر کیا سوچا ہے پارلر سے گھر آ جاؤ گی یا دادی سے ملنے جانا ہے۔"

"جیسے آپ کی مرضی بھلا میری کسی بات کی کیا اہمیت ہے۔"

"سونیا! آخر تمہیں اتنا غصہ کیوں آتا ہے؟"

"آپ کو میری ہر بات ہی بری لگتی ہے' ہے نا!"

"سونیا! محبت کرتا ہوں تم سے۔"

"یہ میرے لیے نئی اطلاع ہے۔"

وہ واپسی پر دادی اماں سے ملنے ہی آئی تھی' اس کے پاس بیٹھ کر سسرال کی ایک ایک بات بتائی تھی۔

"تم بڑی معصوم بچی ہو سونی! اور تمہاری جٹھانی پوری چنڈال ہے۔ تمہیں بھی سیاست سے اس کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ اس طرح کام نہیں بنے گا' وہ بیمار ہے' یہ بھی اچھا ہے تمہارے حق میں۔ بس ثابت کر دو' وہ کچھ ایسی بھی گھر سیانی نہیں ہے' گھر تم بھی دیکھ سکتی ہو۔"

"دادی اماں! اگر مجھے یہ سب ہی دیکھنا ہے تو پھر کسی مڈل کلاس سے ہی بیاہ کر لیتی۔"

"اوہو! بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ماحول کو آہستہ آہستہ ہی اپنے حق میں ہموار کر سکتی ہو' علیحدہ گھر کا مطالبہ کر دینا اور وہاں تم اپنی مرضی سے رہا کرنا۔"

"میاں بھی تو بڑا ٹیڑھا ہے میرا۔"

"آہستہ آہستہ ہو جائے گا سیدھا' اس کے سامنے طوبیٰ کی چھوٹی بڑی برائیاں کرتی رہا کرو' بلکہ اپنے جیٹھ کے سامنے بھی کر دیا کرو۔ اس کے دل سے اترے گی تو سسرال والے بھی سر آنکھوں پر بٹھانا چھوڑ دیں گے۔"

"ارے واہ دادی! یہ تو آپ نے واقعی بڑے پتے کی بات بتائی ہے۔"

خاصا ٹائم دادی کے ساتھ گزار کر جب وہ امی اور بہنوں کے پاس آئی تو کافی مطمئن تھی۔

"آپی! تمہارا چہرہ کتنا فریش دکھائی دے رہا ہے' بالوں کا یہ اسٹائل بھی بے حد سوٹ کر رہا ہے۔" دونوں بہنوں نے بے ساختہ تعریف کی تھی۔

"شہر کے مشہور پارلر سے ہو کر آ رہی ہوں جناب! یہ ہر کوئی تھوڑا ہی افورڈ کر سکتا ہے۔" گردن میں کلف لگ گیا۔

"کبھی مجھے بھی اپنے ساتھ لے جائیں صرف دیکھنے کے لیے۔" صائمہ ریکویسٹ کر رہی تھی' اس نے جواب نہیں دیا۔

"اور سناؤ' گھر میں سب خیریت ہے۔" امی کے پوچھنے پر پہلے وہ طوبیٰ کی بیماری کے بارے میں کہنے لگی پھر خیال آیا۔ امی کا کوئی پتہ نہیں' پہنچ جائیں عیادت کو۔ بہتر ہے کچھ نہ ہی بتایا جائے۔

"صائمہ۔۔۔ سویرا۔۔! اٹھو نا۔۔۔ بہن کے لیے چائے

بنا کرلاؤ اور امبر سے کہنا' رات کو نوید بھی ادھر کھانا کھائے گا۔"

"ارے نہیں امی! آپ سے کس نے کہہ دیا' تھوڑی دیر کے بعد ڈرائیور مجھے لینے آئے گا۔ میں تو بس دادی سے ملنے چلی آئی تھی۔ زیادہ دیر رکوں گی نہیں۔"

بھنیں' امبر کے پاس کچن میں چلی گئیں تو امی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے برابر آبیٹھیں اور بولیں۔

"مجھے تم سے ایک بات کہنا تھی بیٹا! دیکھو صائمہ تمہاری بہن ہے' بہت صابر شاکر لڑکی ہے اور مزاج کی بھی بہت اچھی ہے۔ تمہاری سسرال بھی اچھی ہے' وہ لوگ بھی سادہ مزاج رکھنے والے ہیں تو مجھے تمہارے دیور عاطف کے لیے صائمہ کا خیال آیا تھا۔"

امی کی بات اسے بڑی ہی عجیب لگی' ہمیشہ اس سے دب کر رہنے والی' اس کے مقابلے میں کم قیمت کپڑے پہننے والی (کہ وہ تو دادی کی لاڈلی تھی' دادی ہر جگہ اسے خصوصی رعایت دلوالی آئی تھیں) اور اب اس کی شادی کے بعد اس کی ہر چیز کو رشک سے دیکھنے والی صائمہ بھی برابر آکھڑی ہو۔

"امی! آپ نے عاطف کو بھی دیکھا ہے اور صائمہ کو بھی' کوئی جوڑ بنتا ہے بھلا ان کا۔ عاطف اچھا خاصا خوبصورت لڑکا ہے اور صائمہ تو بڑی عام سی شکل و صورت کی مالک ہے۔ آپ پلیز صرف بیٹی کی ماں بن کر مت سوچیں۔"

"بس بیٹا! فکر ہے اس کی۔"

"میرا خیال ہے آپ چاہتی ہیں دوسرا داماد بھی امیر کبیر اور خوبرو ہو تو امی بیٹی بیٹی میں بھی تو فرق ہے نا!"

امی نے پھر کچھ نہیں کہا لیکن وہ گھر آکر بھی اس بات کو سوچتی رہی اور ہر بار خود سے یہی کہتی رہی۔

"نہیں' صائمہ کو اس گھر میں نہیں آنا چاہیے' وہ میری بہن ضرور ہے لیکن میرے اس کے تعلقات کبھی دوستانہ بھی تو نہیں رہے اور مزاج میں وہ بھی کچھ طوبیٰ بھابھی کی طرح ہی ہے اور پھر یہ عاطف' نوید سے زیادہ خوبصورت اور پڑھا لکھا ہے۔ سسر صاحب' نوید سے زیادہ عاطف کی بات کو اہمیت دیتے ہیں تو بس یہ طے ہے ایسا بالکل نہیں ہونا چاہیے' ورنہ میرے لیے تو اچھا نہیں ہوگا۔"

☼ ☼ ☼

سونیا نے تو امی کو طوبیٰ کی بیماری کے بارے میں نہیں بتایا تھا' ایک روز امی نے حال احوال پوچھنے کے لیے اس کی ساس کو فون کیا تو انہوں نے طوبیٰ کے بارے میں بتایا اور اسی شام امی' امبر بھابھی کے ساتھ موجود تھیں۔

"امی! آپ بھی نا بس' پتہ ہے اگر میں بیمار ہوتی تو طوبیٰ کے بھائی بھابھی کبھی بھی عیادت کو نہیں آتے۔"

تنہائی پاتے ہی وہ امی سے کہہ رہی تھی اور امی کو اس کے انداز پر غصہ آرہا تھا۔ بھلا ماں کے آنے پر بیٹی کو اتنا برا بھی لگ سکتا ہے۔

"اگر میری جگہ تمہاری دادی آئی ہوتیں تب تم کبھی ایسا نہ کرتیں۔"

"دادی بہت عقل والی ہیں' وہ کم از کم طوبیٰ بیگم کی مزاج پرسی کو کبھی نہیں آسکتی تھیں۔"

"چلو امبر! ہم چلتے ہیں۔" امی اٹھ کھڑی ہوئیں لیکن اسی وقت عاطف آگیا' انہیں دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار کیا اور ابھی مزید رکنے پر اصرار کرنے لگا۔

"ارے یہ تو بڑی اپنائیت سے مل رہا ہے' کہیں اس کا ارادہ بھی صائمہ کے لیے تو نہیں لیکن اس نے بھلا کب صائمہ کو اتنے دھیان سے دیکھا ہوگا۔"

وہ امبر سے حال پوچھ رہا تھا' سونیا اٹھ کر کچن میں آگئی۔

ایک ہفتے کے بعد امی کا فون آیا تھا' بتارہی تھیں۔

"صائمہ کے لیے رشتہ آیا ہے' اچھے لوگ ہیں سمجھو دونوں طرف سے ہاں ہوگئی ہے تمہاری خالہ کے ملنے والوں میں سے ہیں۔"

"یعنی امبر بھابھی نے کروایا ہے۔ ہاں وہ تو چاہیں گی نندیں جلدی اس گھر سے دفعان ہوں۔"

"تم امبر کو اب تک نہیں سمجھ سکیں سونیا!" امی کو اس کے انداز پر افسوس ہوا تھا۔

"سمجھ تو آپ نہیں سکیں' اگر رشتہ اتنا ہی اچھا ہے تو ان لوگوں نے حرا کا کیوں نہیں کہا؟"

"اس لیے کہ لڑکا جرمنی میں ہوتا ہے' آج کل پاکستان آیا ہوا ہے۔ اسے شادی کی جلدی ہے اور تم جانتی ہو' حرا تو خیر سے ڈاکٹر بن رہی ہے۔ وہ پڑھائی نامکمل تو نہیں چھوڑ سکتی۔"

"ہونہہ..... ڈاکٹر بن کے کون سے تیر مار لے گی۔ ایسے بڑے ڈاکٹر یہاں رلتے پھرتے ہیں۔"

"خیر میں نے تو تمہیں یہ خوشخبری سنانے کے لیے فون کیا تھا اور تمہاری دادی بھی تمہیں یاد کررہی تھیں۔"

"ہاں' بے چاری اتنے لوگوں کے درمیان بھی اکیلی جو ہیں۔"

"سونیا! تم تو اولاد ہو میری' ساری عمر میں نے سر جھکا کر خدمت کرتی ہر بات مانتے گزار دی۔ کیا تمہیں اب بھی قصوروار میں ہی لگتی ہوں؟"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"صائمہ کا رشتہ اتنی اچھی جگہ طے ہوگیا' جرمنی چلی جائے گی' اتنا ترقی یافتہ ملک ہے' جب آیا کرے گی خوب نخرے ہوں گے اس کے۔"

وہ ابھی سے یہ سب سوچ کر جلنے لگی اور اس سوچ اور جلن کے تحت رات کو اس نے نوید سے کہا۔

"سنو ہم کہیں باہر نہ سیٹ ہوجائیں۔"

"باہر۔" اس نے اس کے پرسوچ چہرے کو دیکھا پھر بولا۔ "یار! سردی بڑی ہے' صبح تک قلفی جم جائے گی۔ ہاں گرمیاں آنے پر میں تمہارا بستر باہر لگوا دیا کروں گا۔"

"نوید! کبھی تو میری کسی بات کو سیریس لے لیا کریں۔"

"کیس تمہارا واقعی سیریس ہے لیکن فی الحال سونے دو۔ صبح آفس میں بہت کام ہے مجھے۔"

"اس گھر میں میری کوئی اہمیت نہیں ہے' میں کسی کو بھی اچھی نہیں لگتی۔"

وہ بولتی رہی' پتا نہیں نوید واقعی سو گیا تھا یا سونے کی اداکاری کررہا تھا۔

"کتنا شوق تھا مجھے دنیا دیکھنے کا' یہ تو خواب تھا میرا لیکن امی ابا نے بڑی جلدی کی۔ میری باری رشتہ آیا اور کھٹ سے کردیا۔ امی کو کبھی مجھ سے پیار رہا ہی نہیں ہے۔ دادی کی ان کے ساتھ نہیں بنتی تھی۔ دادی مجھے پیار کرتی ہیں تو امی نے ان کی دشمنی میں مجھے بھی چھوڑ دیا۔"

☼ ☼ ☼

امی کو لڑکے والوں کے ہاں جانا تھا' وہ بار بار اسے فون کرتی رہیں اور یہ بہانے بناتی رہی۔ آخر انہوں نے نوید کو فون کیا اور بولیں۔

"بیٹا! مجھے پتہ ہے شادی کے بعد لڑکی کی مصروفیت بڑھ جاتی ہے لیکن تمہارا اور سونیا کا جانا ضروری بھی تو ہے بلکہ تم اپنی امی کو بھی لے کر آنا۔"

"آنٹی! آپ کا کہا سر آنکھوں پر' ہم ضرور حاضر ہوجائیں گے۔"

سونیا کے رویوں پر دل ہی دل میں حیران ہوتے اس نے کہا تھا' وہ شرمندہ تھا۔

"آنٹی تو یہی سوچتی ہوں گی ہم نے کوئی پابندی لگائی ہے سونیا پر۔"

کہاں تو سونیا جانے کو تیار نہیں تھی اور اب پارلر سے تیار ہو کر آئی تھی۔

"بہت گہرا میک اپ کروالیا ہے تم نے' بھئی ہم لوگ صرف ملنے جارہے ہیں' وہاں کوئی تقریب تھوڑا ہی ہے۔"

"آپ کو کیا پتہ کس جگہ کیسے میک اپ سے جانا چاہیے؟" وہ تڑخ کر بولی تو نوید خاموش ہوگیا۔

نوید اور اس کی والدہ وہاں جاکر سب میں گھل مل گئے۔ امبر' اس کی بہن حرا اور سونیا کی خالہ سے تو ان کی بہت باتیں ہوئیں' جبکہ سونیا' صائمہ کے سسرال جاکر بہت لیے دیے انداز میں ایک جانب بیٹھی بار بار اپنے بھاری دوپٹہ ہی ٹھیک کرتی رہی۔

صائمہ کا ہونے والا شوہر تو اس کے اندازے سے بھی بڑھ کر تھا۔

"دادی! انہوں نے صائمہ کو کیسے پسند کرلیا؟" اس نے سرگوشی کی۔

"تمہاری خالہ کے ملنے والے ہیں' بہت تعریفیں کی ہیں تمہاری خالہ نے صائمہ کی۔"

"شادی کے بعد پول کھلے گا تو محترم سر پکڑ کر روئیں گے۔"

"ناں پتر! ایسا نہیں بولتے اور اپنی صائمہ میں کمی کون سی ہے۔" آج تو دادی نے بھی ہاں میں ہاں نہیں ملائی۔

ان کے ہاں سے واپسی پر نوید اور اس کی والدہ تو گھر چلے گئے' دادی اصرار کرکے سونیا کو اپنے ہاں لے آئیں۔

"بڑے اچھے لوگ ہیں۔" واصف بھائی' صائمہ کی ہونے والی سسرال کی تعریف کررہے تھے۔

"تو دولتیے ہیں۔ بیٹا باہر چلا گیا تو امیر کہلانے لگے۔ خالہ کے ملنے والوں میں سے ہیں' کیا ماضی ہو سکتا ہے ان کا؟"

جہاں اس کی بات پر امبر کے چہرے پر سایہ سا لہرا گیا' وہاں باقی سب بھی بالکل خاموش ہوگئے۔

سونیا اٹھ کر دادی کے کمرے میں آگئی۔

☼ ☼ ☼

آنے والے دنوں میں اس کی سسرال میں بھی صائمہ اور اس کے سسرال والوں کا چرچا رہا' نا صرف ان کا چرچا بلکہ اس کی ساس' امبر کے میکے کی بھی تعریف کرتی رہیں۔

اور پھر ایک روز نوید نے جیسے اس کے سر پر بم پھوڑ دیا۔

"آج امی اور ابا' امبر بھابھی کے میکے جارہے ہیں' عاطف کے لیے حرا کو مانگنے۔"

"کیا۔۔۔؟ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے اور مجھ سے تو کسی نے ذکر تک نہیں کیا؟" وہ تو جیسے شدید صدمے کے زیر اثر تھی۔

"ہم جانتے ہیں ہم اس بات کو پسند نہیں کروگی۔"

"اور پھر بھی آپ لوگ ایسا کررہے ہیں' یعنی کہ اس گھر میں میری رائے کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔"

"حرا' عاطف کی پسند ہے' امی کو بھی اچھی لگتی ہے' پھر باقی کسی کی رائے کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟"

"اوہ میرے خدا۔۔۔! امبر کی بہن بیاہ کر اس گھر میں آجائے گی۔ میرے برابر' شاید مجھ سے بھی آگے کہ میں تو اس گھر کی ناپسندیدہ بہو ہوں۔"

وہ لوگ چلے گئے' یہ سوچ سوچ کر بلڈ پریشر ہائی کرتی رہی۔ اس سے تو بہتر تھا میں صائمہ کے لیے ہی کوشش کرلیتی۔ اب پچھتاوا ہو رہا تھا کہ سونیا جیسے لوگوں کے لیے ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی پچھتاوا ہی رہتا ہے۔

قسمت اور قدرت ان ہی کا ساتھ دیتی ہے' جو دل کا آئینہ شفاف رکھتے ہیں اور جھوٹی آن بان والے ڈیڑھ اینچ کی مسجد میں تنہا رہ جاتے ہیں۔

☼